حاصل مطالعہ

رسولِ مقبول ﷺ

حضور نبی آخر الزمان ﷺ کی نجی زندگی کا ایک مختصر مطالعہ

روٹری کلب میں کی گئی تقریر 10.03.2009

محمد بشیر ہرل

حاصلِ مطالعہ

رسولِ مقبولؐ

محمد بشیر ھرل

حضور نبیٔ آخر الزماں ﷺ کی نجی زندگی کا ایک مختصر مطالعہ

روٹری کلب میں کی گئی تقریر 10.03.2009

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔۔۔ ورفعنا لک ذکرک۔۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبیی ، یاایھاالذین آمنوصلوعلیہ وسلمو تسلیما۔

اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید۔

یہ دھرتی کسی دور میں بھی بانجھ نہیں رہی۔ اس کی آغوش میں ایک سے ایک بڑا آدمی پیدا ہوتا رہا۔ مذہبی اکابر۔ دینی پیشوا۔ اور انبیاء تشریف لاتے رہے۔ جن کے احترام سے آج بھی سینے معمور ہیں۔ لیکن ان تمام اکابر کی زندگیوں کے متعلق دنیا جو کچھ جانتی ہے وہ بہت ہی کم ہے۔ ان کے معلوم احوال نہایت ناکافی۔ نامکمل ہیں۔ اور واقعات کی بہت سی کڑیاں گم ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰؑ اور سکندر اعظم اور کنفیوشس کے حالات بھی کس درجہ اختصار ابہام اور انتشار کا شکار ہیں۔ لیکن پوری انسانی تاریخ میں اگر کوئی زندگی پوری کی پوری سینوں اور تحریروں میں محفوظ ہے تو وہ خاتم النبیین رحمتہ العالمین کی مقدس زندگی ہے۔ پھر حضورؐ کی سوانح حیات جس احتیاط اور رفرض شناسی کے ساتھ جمع کی گئی ہے اس کی نظیر نہیں ملتی۔ رسولؐ کے اٹھنے۔ بیٹھنے۔ چلنے۔ پھرنے۔ بات کرنے کھانا کھانے کی ایک ایک ادا کو امت نے محفوظ کر رکھا ہے۔ صوم وصلوۃ سے لیکر میدان جنگ تک حضورؐ کے ہر قول اور گفتار و کردار کو صحابہ کرامؓ نے لوح قلب اور دماغ میں نقل کیا۔ اور دوسروں تک کمال احتیاط اور دانش کے ساتھ پہنچایا ہے۔ آپؐ نے کسی صحابی کا نام بدلا، کوئی بات کہہ کر حضورؐ خود مسکرائے، یا کسی دینی معاملے پر خفگی کا اظہار فرمایا۔ غرض خلوت اور جلوت کی تمام جزئیات محفوظ ہیں

پچھلے سال 2008ء میں میلادالنبیؐ 1428ھ کے موقع پر میں نے جناب صفی الرحمن مبارک پوری کی تحقیق پر مبنی حضورؐ کی شخصیت مبارکہ پر مضمون پیش کیا تھا۔ اس مرتبہ میلادالنبیؐ سال 2009 (1429ھ) میں حضورؐ کے حلیہ مبارک، اخلاق کریم، ازواج مطہرات اور اولاد کا اجمالی تذکرہ کروں گا۔

زباں پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا ۔ کہ بوسے نطق نے بوسہ کر میری زباں کے لئے۔

حلیہ مبارک

آیئے! ایک ایسے گواہ کی زبانی آپؐ کے حلیہ مبارک کے بارے میں سنتے ہیں۔ جو نہ تو آپؐ کا دوست تھا اور نہ ہی دشمن۔ سفر ہجرت کے دوران ایک خیمہ زن خاتون اُم معبد کے ہاں آپؐ نے تھوڑی دیر قیام فرمایا اور اسکی بکری کا دودھ پیا تھا۔ اس کا شوہر شام کو گھر آیا تو اُم معبد نے حضورؐ کے حلیہ مبارک کے نقوش کی ان الفاظ میں تصویر کشی کی "پاکیزہ اور کشادہ چہرہ، چمکتا رنگ، پسندیدہ خو، نہ توند نکلی ہوئی، نہ چندیا کے بال گرے ہوئے۔ زیبا، صاحب جمال۔ آنکھیں سیاہ و فراخ، بال لمبے گھنے، آواز میں قدرے بھاری پن، بلند گردن، تابناک چہرہ، سرمگیں چشم، باریک و پیوست ابرو، سیاہ گھنگھریالے بال، خاموش، وقار کے ساتھ۔ گویا دل بستگی لئے ہوئے، دور سے دیکھنے میں سب سے تابناک اور پُر جمال۔ قریب سے نہایت خوبصورت وحسین۔ شیریں کلام، واضح الفاظ، کلام کمی و بیشی الفاظ سے معرا، تمام گفتگو موتیوں کی لڑی جیسی پروئی ہوئی۔ میانہ قد، کہ نہ کوتاہ نظر آتے نہ طویل۔ تروتازہ شاخ کی مانند خوش منظر، اس کے ساتھی ایسے کہ ہر وقت اس کے گرد و پیش رہتے ہیں۔ جب وہ کچھ کہتا ہے تو غور سے سنتے ہیں، جب وہ حکم دیتا ہے تو لپک کر تعمیل کرتے ہیں۔ مخدوم و مطاع۔ نہ ترش رو نہ فضول گو"۔ صلی اللہ علیہ وسلم!

حضورؐ کا لباس

لباس میں آپؐ سفید کپڑے کا کرتا پسند فرماتے تھے، جسکی آستین گٹے تک ہوتی تھی۔ ٹخنے ننگے رکھتے تھے۔ ایک بار تنگ آستین کا رومی جبہ بھی پہنا ہے۔ آپؐ یمنی چادر پسند فرماتے تھے۔ کبھی کبھی سیاہ اونی چادر بھی پہنتے۔ آپؐ جب عمامہ پہنتے تھے تو شملہ دونوں شانوں کے درمیان چھوڑتے۔ کبھی کبھی بغیر شملہ کے بھی عمامہ پہنتے۔ آپؐ کے پاس سبز چادر بھی تھیں ایک سیاہ کھیس اور ایک سرخ دھاریوں والا کھیس بھی تھا۔ سردی میں اکثر اوقات کمبل، موٹا کھیس اور رگاڑھی چادر پہنتے۔ (حالانکہ صحابہ کو سونے کی تاروں والی دیبا کی قبائیں بھی تقسیم فرمائی ہیں)۔ حضورؐ چمڑے کا جوتا پہنتے جسمیں انگلیوں کے لئے دو تسمے ہوتے تھے۔ ایک دوہرا تسمہ جوتے کی پشت پر بھی ہوتا۔ آپؐ داہنے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی بھی پہنتے جس میں عقیق جڑا تھا۔ بیت الخلاء جاتے وقت انگشتری نکال دیتے۔ مہر نبوت والی انگوٹھی الگ محفوظ رکھی ہوتی۔

اخلاقِ عالیہ

کانٹ نے درست کہا تھا کہ ”اخلاق کا تعلق مظاہرے سے نہیں معاملے سے ہے،، اور حضورؐ نے فرمایا ”میں مکارمِ اخلاق کی تکمیل کرنے آیا ہوں،، انسان کے حالات کا واقف بیوی سے بڑھ کر کون ہو سکتا ہے۔ بعثت کے وقت **حضرت خدیجہؓ** سے نکاح کو 15 سال بیت چکے تھے۔ وہ آپ کو ان الفاظ میں تسلی دیتی تھیں۔ ”خدا کی قسم خدا آپ کو کبھی غمگین نہیں کرے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ مقروضوں کا قرض ادا کرتے ہیں۔ غریبوں کی اعانت کرتے ہیں۔ مہمانوں کی ضیافت کرتے ہیں۔ حق کی حمایت کرتے ہیں۔ مصیبتوں میں لوگوں کے کام آتے ہیں،،

اب حضرت **عائشہ صدیقہؓ** کی روایات ملاحظہ فرمایئے۔ فرماتی ہیں۔

☆ آنحضرتؐ کسی کو برا بھلا نہیں کہتے تھے۔

☆ برائی کے بدلے میں برائی نہیں کرتے تھے بلکہ درگزر کرتے اور معاف فرما دیتے تھے۔

☆ آپ کو جب دو باتوں کا اختیار دیا جاتا تو وہ اختیار فرماتے جو آسان ہوتا۔ بشرطیکہ گناہ نہ ہو۔

☆ آپ نے کبھی کسی سے ذاتی معاملہ میں انتقام نہیں لیا۔

☆ آپ نے نام لیکر کبھی کسی پر لعنت نہیں کی۔

☆ آپ نے کبھی کسی غلام کو، لونڈی کو، عورت کو اور کسی جانور کو ہاتھ سے نہیں مارا۔

☆ آپ نے کبھی کسی کی درخواست رد نہیں فرمائی جب تک وہ ناجائز نہ ہو۔

☆ آپ جب گھر کے اندر تشریف لاتے تو ہنستے اور مسکراتے ہوئے آتے۔

☆ آپ دوستوں میں پاؤں پھیلا کر نہیں بیٹھتے تھے۔

☆ باتیں ٹھہر ٹھہر کر اس طرح فرماتے تھے کہ اگر کوئی یاد رکھنا چاہے تو رکھ لے۔

ایک مرتبہ حضرت حسنؓ نے **حضرت علیؓ** سے حضورؐ کے اخلاق و عادات کے متعلق سوال کیا تو حضرت علیؓ نے بتایا کہ:

☆ آپؐ خندہ جبیں، نرم خو، مہربان طبع تھے۔ سخت مزاج و سنگدل نہ تھے۔

☆ بات بات پر غصہ نہیں کرتے تھے کوئی برا کلمہ منہ سے نہیں نکالتے تھے کوئی ایسی بات ہوتی جو آپ کو ناپسند ہوتی تو اغماض برتتے تھے۔

☆ کوئی آپ سے امید رکھتا تو آپ اس کو ناامید نہیں کرتے تھے۔

☆ مزاج شناس آپ کے تیور سے آپ کا مقصد سمجھ جاتے تھے۔

☆ آپ نے جو چیزیں اپنے نفس سے بالکل دور کر رکھی تھیں۔

☆ بحث و مباحثہ　　☆ ضرورت سے زیادہ بات کرنا　　☆ جو بات مطلب کی نہ ہو اس میں پڑنا

☆ دوسروں کے بارے میں بھی تین باتوں سے پرہیز کرتے تھے۔

☆ کسی کو برا نہیں کہتے تھے۔　　☆ کسی کی عیب گیری نہیں کرتے تھے۔　　☆ کسی کے اندرونی حالات کی ٹوہ میں نہیں رہتے تھے۔

☆ آپ بات صرف وہ کرتے جس کا کوئی مقصد یا نتیجہ نکل سکتا۔

☆ جب آپ کلام کرتے تو صحابہؓ اس طرح خاموش ہو کر سنتے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔

☆ لوگ جن باتوں پر ہنستے آپ بھی مسکرا دیتے۔ جن پر لوگ تعجب کرتے آپ بھی کرتے۔

☆ کوئی باہر کا آدمی اگر بے باکی سے گفتگو فرماتا تو تحمل فرماتے۔

☆ دوسروں کے منہ سے اپنی تعریف سننا پسند نہ کرتے۔ لیکن اگر کوئی احسان کا شکریہ ادا کرتا تو قبول فرماتے۔

☆ جب تک خود بولنے والا چپ نہ ہو جاتا اس کی بات درمیان سے نہیں کاٹتے تھے۔

☆ نہایت فیاض ۔نہایت راستگو ۔نہایت نرم طبع ۔اور نہایت خوش صحبت تھے ۔

☆ اگر کوئی دفعتاً آپؐ کو دیکھتا تو مرعوب ہو جاتا ۔لیکن جیسے جیسے آشنا ہوتا جاتا تو آپؐ سے محبت کرنے لگتا ۔

<u>ہند بن ابی ہالہ</u> جو گویا آپکی گود میں پلے بڑھے تھے ۔وہ بیان کرتے ہیں کہ آپؐ نرم خو تھے ۔کسی کی توہین روا نہیں رکھتے تھے ۔چھوٹی چھوٹی باتوں پر اظہار تشکر فرماتے تھے ۔کسی چیز کو برا نہیں کہتے تھے ۔کھانا جس قسم کا سامنے آجاتا تناول فرما لیتے تھے ۔اور اس پر تنقید نہیں کرتے تھے ۔کوئی اگر کسی امر حق کی مخالفت کرتا تو آپؐ کو غصہ آجاتا لیکن خود اپنے ذاتی معاملہ پر آپؐ کو کبھی غصہ نہ آیا ۔اور نہ کسی سے کبھی کوئی انتقام لیا ۔

خانوادہ ء رسولؐ

آپؐ کے 10 چچا تھے ۔جن میں سے 2 نے اسلام قبول کیا تھا ۔6 پھوپھیاں تھیں ۔جن میں صرف 1 نے اسلام قبول کیا ۔حضورؐ کی 11 ازواج اور 2 باندیاں مذکور ہیں ۔حضرت خدیجہؓ اپنی زندگی میں اکیلی رہیں ۔بعد میں حضورؐ کے نکاح میں 12 ازواج آئیں جن میں سے 2 حضرت ریحانہ اور حضرت ماریہ قبطیہ کے متعلق یہ خیال ہے کہ وہ باندیاں ہیں ۔ ان 13 میں سے صرف حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت ماریہ قبطیہ کنواری تھیں ۔باقی سب مطلقہ یا بیوہ تھیں ۔

نمبر شمار	سنہ	نام	قبیلہ	کیفیت	عمر بوقت نکاح	عمر حضور	سن وفات	کل عمر	نوٹ
1	15 ق ن	حضرت خدیجہ	قریش	بیوہ	40	25	10 نبوی	65	مکہ میں ہی وفات ہوئی
2	10 ن	حضرت سودہ	قریش	بیوہ	30	50	22 ھ	55	
3	10 ن	حضرت عائشہ	قریش	کنواری	9	54	58 ھ	66	بقول بعض عمر 13 سال تھی
4	2 ھ	حضرت حفصہ	قریش	بیوہ	18	55	45 ھ	60	
5	3 ھ	حضرت زینب ام المساکین	قریش	بیوہ	30	56	3 ھ	30	نکاح کے دو ماہ بعد فوت ہو گئیں
6	4 ھ	حضرت ام سلمہ	قریش	بیوہ	29	57	63	84	سب ازواج کے بعد فوت ہوئیں
7	5 ھ	حضرت زینب بنت جحش	قریش	مطلقہ	38	58	20	53	سب سے پہلے فوت ہوئیں
8	5 ھ	حضرت جویریہ	بنو مصطلق یہود	بیوہ	20	58	50	65	
باندی	6 ھ	حضرت ریحانہ	بنو قریظہ یہود	مطلقہ	20	59	9	23	مورخین کا خیال ہے کہ نکاح نہیں تھا
باندی	6 ھ	حضرت ماریہ قبطیہ	مصری	کنواری	20	59	؟	؟	
9	6 ھ	حضرت ام حبیبہ	قریش	بیوہ	35	59	44	73	مولانا اشرف تھانوی نے نکاح کا سنہ 4 ھ لکھا
10	7 ھ	حضرت صفیہ	بنو نظیر یہود	بیوہ	17	60	50	60	ہے
11	7 ھ	حضرت میمونہ	بنو عامر	بیوہ	27	60	51	71	

(نوٹ) حضرت ریحانہ اور حضرت ماریہ کو سراری کہا جاتا ہے ۔(یعنی وہ کنیزیں جو ہمبستری کے لئے ہوں) ۔مولانا شوکت علی تھانوی اور مولانا مبارک پوری نے ابو عبیدہ کے حوالے سے حضرت جمیلہ اور مزید ایک اور باندی کا تذکرہ بھی کیا ہے ۔جو حضرت زینبؓ نے ہبہ کر دی تھیں ۔

دشمنوں کا شادیوں پر اعتراض

عین عالم شباب میں 25 سال کی عمر میں 40 سالہ بیوہ کے ساتھ نکاح کرنے سے دشمنوں کا اعتراض خود ہی پامال ہو جاتا ہے کہ شادیوں کا محرک جنسی جذبہ تھا ۔ 50 سال عمر تک کوئی دوسرا نکاح نہیں کیا ۔ 50 سال عمر کے بعد بھی سوائے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ساری ازواج مطہرات یا تو بیوہ تھیں یا مطلقہ دراصل آپؐ نے سب کو سہارا دیا اور آپؐ نے مختلف قبائل کے ساتھ رشتہ داری کر کے انکی حمایت حاصل کی کیونکہ عربوں میں دامادی کا رشتہ مختلف قبائل کے درمیان قربت کا اہم باب تھا ۔ ایک فائدہ یہ بھی ہوا کہ حضورؐ کی نجی زندگی کے حالات ان ازواج مطہرات کے ذریعہ تفصیل سے امت تک پہنچے ۔

ازواج مطہرات کی تفصیل

(1) حضرت خدیجہ طاہرہ

نبوت سے 15 برس پہلے حضورؐ کی عمر مبارک 25 برس تھی۔ تو آپ کے ساتھ نکاح ہوا۔ حضرت خدیجہؓ چالیس برس کی تھیں اور بیوہ تھیں۔ حق مہر 500 طلائی درہم مہر مقرر ہوا۔ 25 برس بعد 65 سال کی عمر میں مکہ میں ہی یعنی ہجرت سے 3 سال پہلے انتقال فرمایا۔ اس وقت نمازِ جنازہ ابھی شروع نہیں ہوئی تھی۔ چنانچہ اسی طرح سپرد خاک کی گئیں۔ آپ سب سے پہلی مسلمہ تھیں۔ حضورؐ کے لئے آپ کی شخصیت کا وقار بہت بڑا سہارا تھا۔ اور سوائے ابراہیم کے ساری اولاد بھی ان ہی کے بطن سے تھی۔

(2) حضرت سودہ

یہ ابتدائے نبوت میں ہی مشرف بہ اسلام ہو چکی تھیں۔ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد سنہ 10 نبوی میں حضورؐ کے نکاح میں آئیں۔ 400 درہم مہر مقرر ہوا۔ بلند و بالا اور فربہ اندام تھیں۔ آپ نے حضورؐ کے 12 سال بعد سنہ 22 ھ میں وفات پائی۔

(3) حضرت عائشہ صدیقہ

حضرت ابوبکر کی دوسری بیٹی تھیں۔ حق مہر 500 درہم مقرر ہوا سنہ 10 نبوی میں 6 برس کی عمر میں نکاح میں آئیں اور مدینہ جا کر سنہ 1 ھ میں 9 برس کی عمر میں رخصتی ہوئی تو حضورؐ کی عمر مبارک 53 برس تھی۔ آپ کی وفات سنہ 57ھ میں ہوئی۔ یعنی حضورؐ کے بعد 48 برس زندہ رہیں وفات کے وقت آپ کی عمر مبارک 66 برس تھی۔ آپ حضورؐ کی مزاج شناس محبوب رفیقہ حیات تھیں۔ آپ نے عائلی معاملات پر حضورؐ کی احادیث بالصراحت بیان فرمائی ہیں۔

(4) حضرت حفصہ

حضرت عمر بن الخطاب کی بیٹی تھیں آپ کے مزاج میں حضرت عمرؓ کی طرح قدرے تیزی تھی ہجرت کے 2 سال بعد 18 برس کی عمر میں حضورؐ کے نکاح میں آئیں۔ تو حضورؐ کی عمر مبارک 55 برس تھی۔ آپ نے 60 برس کی عمر میں حضورؐ کے 35 برس بعد سنہ 45 ھ میں وفات پائی۔

(5) حضرت زینب ام المساکین

ان کے شوہر عبداللہ بن جحش نے جنگ احد سنہ 3 ھ میں شہادت پائی اور آنحضرتؐ نے اسی سال ان سے نکاح کر لیا۔ نکاح کے صرف 3 -2 مہینے بعد ان کا انتقال ہو گیا۔ آنحضرتؐ نے خود نمازِ جنازہ پڑھائی۔ نکاح اور وفات کے وقت ان کی عمر 30 برس تھی اور حضورؐ کی عمر مبارک 56 برس تھی۔

(6) حضرت ام سلمہؓ

انھوں نے اپنے شوہر ابو سلمہ کے ساتھ سب سے پہلے حبشہ کی ہجرت بھی کی مکہ سے مدینہ ہجرت کرنے والی سب سے پہلی خاتون تھیں۔ ان کے شوہر ابو سلمہ جنگ اُحد کے زخموں کی وجہ سے انتقال کر گئے تو سنہ 4 ھ میں حضورؐ کے نکاح میں آئیں۔ آپ نے حضورؐ کے 53 سال بعد 63 ہجری میں 84 برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔ آپ نے ازواج مطہرات میں سب سے بعد میں وفات پائی۔

(7) حضرت زینب بنت جحش

حضرت عبدالمطلب کی نواسی تھیں۔ یعنی حضورؐ کی پھوپھی زاد۔ آپ جمال میں بھی ممتاز اور حضورؐ کو بہت محبوب تھیں۔ آپ کا پہلا نکاح حضورؐ کے آزاد کردہ متبنٰی زید بن حارثہ سے ہوا تھا۔ ذیقعد 5 ھ میں ان سے طلاق کے بعد آپ کا نکاح حضورؐ سے ہوا۔ اس وقت آپؐ کی عمر 38 برس تھی۔ آپ نے 53 برس کی عمر پائی۔ اور حضورؐ کے 10 برس بعد 20 ھ میں وفات پائی۔ آپ کے ولیمہ کے موقع پر ہی آیت حجاب نازل ہوئی۔

(8) حضرت جویریہ بنت حارث

آپ بنومصطلق کے سردار کی بیٹی تھیں اور سنہ 5 ھ جنگی قیدی بن کر آئیں تھیں۔حضورؐ نے ان کی خاندانی نجابت کا خیال کرتے ہوئے ان کو آزاد کر کے خود ان سے نکاح کر لیا۔اصل نام برۃ تھا۔حضورؐ نے نکاح کے وقت نام تبدیل کر کے جویریہ رکھا۔ان سے نکاح کے بعد حضورؐ نے ان کے قبیلہ کے سارے قیدی آزاد کر دیئے۔جو 100 سے زیادہ تھے۔آپ نے حضورؐ کے 40 سال بعد 50 ھ میں 65 برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔

(9) حضرت ریحانہ

سنہ 6 ھ میں جب مسلمان بنی قریظہ پر غالب آئے تو جنگی قیدی بن کر آئیں بعض روایات کے مطابق آپؐ نے ان کو آزاد فرما کر 12 اوقیہ سونا حق مہر کے عوض ان سے نکاح فرمایا۔یہ آپؐ کی زندگی میں ہی وفات پا گئیں۔ان کے حضورؐ کے ساتھ نکاح کے صرف دو مورخ یعنی ابن اسعد اور حافظ ابن حجر ہی قائل ہیں۔ان دو کے سوا باقی تمام سیرت نگار اس بات کے قائل ہیں۔کہ حضورؐ نے ان کو بطور ملک اپنے حرم میں رکھا۔اور نکاح نہیں کیا۔علامہ شبلی نعمانی اور سید سلیمان ندوی بھی ان کے نکاح کے قائل نہیں ہیں۔

(10) حضرت ماریہ قبطیہ

آپ کو مصر کے حکمران نے بطور باندی سنہ 6 ھ میں حضورؐ کی خدمت میں بھجوایا تھا۔اس وقت آپ 18 سال کی تھیں۔آپ قبطی النسل مصری تھیں۔ان کے بطن سے حضورؐ کے بیٹے ابراہیم پیدا ہوئے۔جو جلد ہی وفات پا گئے۔

(11) حضرت ام حبیبہ

یہ سردار قریش ابوسفیان کی بیٹی اور حضرت عثمان کی پھوپھی زاد تھیں۔یہ سنہ 6 ھ میں حضورؐ کے نکاح میں آئیں۔ان کا پہلا نکاح عبداللہ سے ہوا تھا۔اور اس کے ساتھ ہی ہجرت حبشہ میں شریک تھیں۔عبداللہ وہاں جا کر عیسائی ہو گیا۔اور ام حبیبہ اپنی معصوم بچی حبیبہ کے ساتھ غریب الدیار ہو گئیں۔اس پر حضورؐ نے پیغام بھجوایا۔تو نجاشی نے حضورؐ کی طرف سے خود 400 دینار مہر ادا کر کے وکیل کے ذریعہ آپ کا نکاح منعقد کروایا۔اور حضرت اُم حبیبہ کو آپؐ کے پاس بھجوا دیا۔ان کی بیٹی حبیبہ حضورؐ کی سرپرستی ہی میں پروان چڑھیں۔حضرت ام حبیبہ نے سنہ 44 ھ میں بہ عمر 73 برس مدینہ میں انتقال فرمایا۔

(12) حضرت صفیہ بنت حی

سنہ 7 ھ میں جنگ خیبر میں جنگی قیدی بن کر آئیں۔یہ چونکہ یہود خیبر کے قائد کی بیٹی تھیں۔اس لئے آپؐ نے ان کا فدیہ ادا کر کے انہیں آزاد فرمایا۔اور خود نکاح کیا آپ نے حضورؐ کے 40 برس بعد سنہ 50 ھ میں وفات پائی۔اس وقت آپ کی عمر 60 برس تھی۔شادی کے وقت ان کی عمر 17 برس تھی۔اور حضورؐ کی عمر 58 برس تھی۔حضورؐ کو آپ سے نہایت محبت تھی اور ہر موقع پر ان کی دلجوئی فرماتے تھے۔

(13) حضرت میمونہ بنت حارث

ان کو اپنے خاوند سے سنہ 7ھ میں طلاق ہوئی تو حضورؐ کے عقد نکاح میں آئیں۔اس وقت ان کی عمر 27 برس تھی اور حضورؐ اس وقت 59 برس کے تھے۔یہ آپؐ کی آخری منکوحہ تھیں۔آپ نے سنہ 51ھ میں وفات پائی۔اس وقت آپ کی عمر 71 برس تھی۔

آلِ رسول

حضورؐ کی 4 بیٹیاں تھیں۔حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت کلثوم اور حضرت فاطمہ۔ ان ساروں نے اسلام کا زمانہ پایا۔اور ہجرت سے شرف اندوز ہوئیں۔بیٹوں کی تعداد میں اختلاف پایا جاتا ہے۔دو بیٹوں حضرت قاسم اور حضرت ابراہیم پر سب سیرت نگار متفق ہیں۔حضرت طاہر۔حضرت طیب۔اور حضرت عبداللہ کا نام بھی ملتا ہے۔مولانا اشرف علی تھانوی کہتے ہیں کہ عبداللہ ہی کے لقب طاہر اور طیب تھے۔سب سے پہلے حضرت قاسم کی پیدائش ہوئی۔غالباً نبوت سے 11 برس پہلے قاسم 2 سال تک زندہ رہے۔انکی نسبت سے آپ کی کنیت ابوالقاسم رائج ہوئی۔حضورؐ کو یہ کنیت بہت پسند تھی۔آپؐ نے منع بھی فرمادیا کہ ان کے علاوہ کوئی مسلمان یہ کنیت نہ رکھے۔

حضرت زینب

بیٹیوں میں سب سے بڑی تھیں۔ان کی شادی ہجرت سے پہلے ان کے خالہ زاد ابو العاص سے ہوئی۔جنگ بدر کے بعد آپ ہجرت کر کے مدینہ پہنچیں۔کچھ عرصہ بعد ابو العاص گرفتار ہو کر مدینہ پہنچے تو اسلام قبول کر لیا۔اور ان کا نکاح دوبارہ پڑھا دیا گیا۔اس نکاح کے بعد آپ بہت کم عرصہ زندہ رہیں۔اور سنہ 7ھ یا سنہ 8 ھ میں انتقال فرما گئیں۔ان کی بیٹی امامہ سے حضورؐ کو بہت محبت تھی نماز پڑھنے میں ساتھ رکھتے آپؐ نماز پڑھتے تو وہ آپؐ کے کندھوں پر سوار ہو جاتی رکوع کے وقت آپؐ اتار دیتے۔سجدے میں جاتے تو وہ پھر سوار ہو جاتیں۔وہ حضرت فاطمہؓ کے بعد حضرت علیؓ کے نکاح میں بھی آئیں۔

حضرت رقیہ

مشہور ہے کہ نبوت کے 3سال قبل پیدا ہوئیں۔پہلے ابولہب کے بیٹے سے شادی ہوئی جس کا نام عتبہ تھا۔دعوت اسلام کے بعد ابولہب کے کہنے پر اس کے بیٹے نے رقیہ کو طلاق دے دی تو حضورؐ نے ان کی شادی حضرت عثمانؓ سے کر دی۔علالت کی وجہ سے فتح بدر کے دن وفات پائی۔حضرت عثمانؓ ان کی علالت کی وجہ سے ہی جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے۔

حضرت ام کلثوم

آپ کنیت ہی کے ساتھ مشہور ہوئیں۔سنہ 3 ھ میں جنگ بدر کے بعد حضرت رقیہ کا انتقال ہوا تو حضرت عثمانؓ نے ام کلثوم کے ساتھ نکاح کر لیا۔چھ برس بعد سنہ 9 ھ میں انتقال کیا۔آپؐ نے خود جنازہ پڑھایا۔

حضرت فاطمۃ الزہراء

آپ کے سن ولادت میں اختلاف ہے۔خیال ہے کہ نبوت کے 1سال بعد پیدا ہوئیں۔سنہ 2 ھ میں آپ کا نکاح حضرت علیؓ سے ہوا۔اس وقت آپ کی عمر شریف ساڑھے پندرہ برس تھی۔اور حضرت علیؓ کی عمر ساڑھے اکیس برس تھی۔حضرت علیؓ نے اپنی زرہ حضرت عثمان کے ہاتھ 480 درہم میں بیچی۔اور قیمت لا کر حضورؐ کے سامنے مہر کے طور ڈال دی۔آنحضرتؐ نے حضرت بلال کو حکم دیا کہ بازار سے خوشبوئیں لائیں۔نکاح ہوا اور آنحضرتؐ نے جہیز میں ایک پلنگ اور ایک بستر۔ایک چادر۔دو چکیاں اور ایک مشک بھی دی۔حضرت علیؓ الگ مکان لیکر حضرت فاطمہؓ کے ساتھ مقیم رہے۔حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ میں کبھی خانگی رنجش ہو جاتی تو حضورؐ دونوں میں صلح کروا دیتے۔ایک مرتبہ حضرت علیؓ نے دوسرا نکاح کرنا چاہا تو حضورؐ سخت برہم ہوئے۔آپؐ نے مسجد میں خطبہ دیا اور کہا کہ میری بیٹی میرا جگر گوشہ ہے اگر اس کو دکھ پہنچے گا مجھے بھی تکلیف ہو گی۔چنانچہ حضرت علیؓ اس ارادے سے باز آ گئے۔اور حضرت فاطمہؓ کی زندگی میں کوئی دوسرا نکاح نہیں کیا۔حضرت فاطمہؓ کے پانچ بچے تھے۔حضرت حسن۔حضرت حسینؓ۔حضرت محسن۔حضرت ام کلثوم اور حضرت زینب۔حضرت محسن بچپن ہی میں انتقال کر گئے باقی چاروں اہم واقعات کے لحاظ سے تاریخ اسلام میں مشہور ہوئے۔حضرت فاطمہؓ نے حضورؐ کی رحلت کے 6ماہ بعد 29سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔

حضرت ابراہیم

آنحضرتؐ کی آخری اولاد ہیں۔ذوالحج 8 ھ میں حضرت ماریہ قبطیہ کے ہاں پیدا ہوئے۔ساتویں دن عقیقہ ہوا۔حضورؐ نے بالوں کے ہم وزن چاندی خیرات کی۔اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام پر نام رکھا۔ام سیف نے دودھ پلایا۔آنحضرتؐ ام سیف کے گھر جا کر حضرت ابراہیم کو گود میں لیتے اور چومتے۔حضرت ابراہیم نے ام سیف ہی کے گھر 7ماہ کی عمر میں وفات پائی۔حضورؐ کو علم ہوا تو تشریف لے گئے۔نزع کا عالم تھا گود میں اٹھا لیا اور آپؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔حضورؐ نے خود جنازہ پڑھایا۔ عربوں کا خیال تھا کہ جب کوئی بڑا شخص مر جاتا ہے تو چاند میں گہن لگ جاتا ہے۔اتفاق سے جس روز حضرت ابراہیم نے وفات پائی چاند میں گہن لگ گیا تھا۔لوگوں میں مشہور ہو گیا کہ یہ ابراہیم کی موت کا اثر ہے۔آنحضرتؐ کو معلوم ہوا تو فرمایا ”چاند اور سورج خدا کی نشانیاں ہیں کسی کی موت سے ان میں گہن نہیں لگ سکتا“

سادہ طرزِ زندگی

آپ کی زندگی میں حجاز، جزیرۂ عرب اور عراق وشام کے نواحی علاقے فتح ہو چکے تھے۔ خمس اور صدقات بھی حاضر کئے جاتے تھے۔ لیکن اس سب کو صرف اللہ کی راہ پر خرچ کرتے۔ ازواج مطہرات کے اخراجات کے لئے بنو نظیر کے نخلستان میں حصہ مقرر کر دیا گیا تھا۔ جس کی فصل سے سال بھر کا خرچہ چلتا۔ فتح خیبر کے بعد فی کس 80 وسق کھجور اور 20 وسق جو بھی سالانہ مقرر ہو گیا۔ انتظامات حضرت بلال کے ذمہ تھے۔ آپکے حرم میں، ایک ایسا وقت بھی آیا کہ 9 ازواج مطہرات تھیں۔ ان میں سے اکثر خوشحال اور معزز گھرانوں سے متعلق تھیں۔ اور ناز و نعمت میں پلی تھیں۔ لطیف غذاؤں اور فاخرہ لباسوں کی عادی رہ چکی تھیں۔ لیکن اس سب کے باوجود حضورؐ نے اپنی ذات کی طرح ان سب کو بھی انتہائی سادگی کا خوگر بنایا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سب سے محبوب تھیں۔ لیکن انہیں بھی کنگنی پہنے ہوئے دیکھا تو ٹوک دیا۔ تمام اہل وعیال کو ریشمی لباس اور سونا استعمال کرنے کی ممانعت تھی۔ حضرت فاطمہؓ آپ کی محبوب ترین اولاد تھیں۔ لیکن ان کو حضورؐ کی محبت سے کوئی دنیوی فائدہ نہیں ہوا۔ چکی پیس پیس کر ہاتھوں میں چھالے پڑ جاتے، مشک میں پانی بھر بھر کر لانے سے سینے پر گٹے پڑ جاتے، گھر میں جھاڑو دیتے دیتے کپڑے چیکٹ ہو جاتے، چولہے کے پاس بیٹھے بیٹھے کپڑے دھوئیں سے سیاہ ہو جاتے۔

اس مطالعہ کے بعد یہ سمجھنے میں دقت نہیں ہونی چاہئے کہ حضورؐ کے مشن کا مقصد کسی بھی شکل میں آپ کا ذاتی مفاد، اقتدار، یا عیش وسہولت نہ تھا۔ بلکہ خالق کائنات نے حضورؐ کو قیامت تک کے لئے انسانی معاشرہ کی اصلاح کی خاطر ایک نظام ترتیب دینے، اور اس کی عملی تشکیل کرکے دکھانے کے لئے مبعوث فرمایا تھا۔ اور حضورؐ یہ فریضہ کمال بے غرضی اور کامیابی کے ساتھ سرانجام دینے میں سرخرو ہوئے۔ اور رخصت ہونے سے پہلے یہ اعلان فرما گئے کہ لوگو گواہ رہنا میں نے اپنا فرض ادا کر دیا

اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید

(اس مضمون کے لئے دیگر کتب سیرت وتاریخ کے علاوہ میں نے بالخصوص حضرت سید سلیمان ندوی، علامہ شبلی نعمانی، مولانا ماہر القادری، مولانا مبارک پوری، مولانا شوکت علی تھانوی اور قاضی سلمان منصور پوری کی تحقیق سے استفادہ کیا ہے۔ میں اعادی الکرم مفتی محمد سعید صاحب کا بھی شکر گزار ہوں کہ انھوں نے بہاعث توجہ سے اس مضمون کا جائزہ لیا، اصلاح فرمائی اور پسند فرما کر میری حوصلہ افزائی فرمائی۔)

محمد بشیر ہرل

0333-6517766

۱۲ ربیع الاول ۱۴۲۹ ہجری ۱۰ مارچ سال ۲۰۰۹ء

صاحب مضمون، واٹر مینجمنٹ پلانٹس کی معروف کمپنی، پی اینڈ اے انڈسٹریل سروسز پرائیویٹ لمیٹڈ کے منیجنگ ڈائریکٹر ہیں۔
دنیا کے بیشتر مشرقی ومغربی ممالک کے سفر (حصول رزق ذریعہ اللہ) اور تمام مذاہب کے لوگوں سے تبادلۂ خیالات کا موقع مل چکا ہے۔